رجسٹرڈ نمبر ال ۸۹

نورافشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شائع ہوتا ہے ۳ مارچ سنہ ۱۹۱۶ع | نمبر ۹

گلدستہ اخبار

سکرٹری پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم اخبارات کے لئے شایع ہوا ہے۔ کہ بحری سرنگوں اور ڈاک کے سٹیمروں۔ یا تجارتی جہازوں کے درمیان جنگ کی کسی قسم کی رپورٹ اخبارات میں شایع نہ کیجاوے

یوفانیسی کی بغاوت کی وجہ سے سلطنت چین میں یوانشیکائی کی تخت نشینی ملتوی کردی گئی ہے۔

سرویوں اور مانٹی نیگروں نے البانیہ کو بالکل خالی کر دیا ہے۔

۲۲ فروری کو برلن دارالخلافہ جرمنی میں سخت بلوہ ہوا۔ رسالہ نے لوگوں پر گولیاں چلائیں۔ اور یکصد آدمی ہلاک کر دیئے۔

سویڈن اور روس میں یہ خبر پھیلی ہوئی ہے کہ جب جرمنوں نے وردن پر حملے کئے تھے تو مارشل ودن ہنڈنبرگ اور مارشل میکنس نے اس کی مخالفت کی تھی کہ حملہ نہ ہونا چاہئے۔

انگلستان میں ایک برفانی طوفان زوروں پر ہے۔

کارڈینل مرسیئر ایک بلجیمی سردار شپ لندن سے بلجیم کو روانہ ہوگیا ہے۔ روانگی پر ایک عالیشان الوداعی جلسہ ہوا۔

کنٹرول کمیشن نے اعلان کردیا ہے کہ قند کی قیمت میں دو شلنگ (یعنی ۲؍) فی ہنڈرڈ ویٹ کا اضافہ ہوگیا ہے۔

ہالنڈ میں گزشتہ بھاری سیلاب کے علاوہ سخت برفباری ہو رہی ہے۔ شہر بگسلوٹ میں مزید مکانات گر پڑے ہیں۔ اور اب صرف دس مکان باقی رہ گئے ہیں۔

روسیوں نے کوہ قاف میں کرمانشاہ فتح کرلیا ہے۔

روسیوں نے کوہ قاف میں شہر اسپین پر زور کا حملہ کرکے اُس کو لے لیا۔ اور علاقہ ارض روم اور قفس میں ترکوں کا تعاقب کر رہے ہیں

روسی برباد کن کشتیوں نے بحر اسود میں چار جہاز ترکوں کے غرق کر دیئے اور اناطولی کے ساحل پر ایک ریلوے پل توڑ ڈالا

روسیوں نے فارس میں مسلسل حملوں کے بعد درہ بید سرخ پر جو کہ ناقابل مفتوح سمجھی جاتی تھی ہلہ کرکے لے لی۔ اور درہ ساخو بھی لے لی۔

روسی ان ترکوں کا جو کرمانشاہ کو واپس بھاگے جا رہے ہیں تعاقب کر رہے ہیں روسیوں نے ترکوں کی توپیں۔ کلدار توپیں اور بہت سا سامان جنگ لے لیا۔

تار برقیات

لنڈن ۲۸ فروری - مارننگ پوسٹ کا نامہ نگار مقیمی پیٹروگراڈ کرمان شاہ کی تسخیر کی توضیح کرتا ہوا کہتا ہے کہ ہر روز وہ لمحہ نزدیک آتا جاتا ہے جبکہ روسی اور برطانوی فوجیں بغداد کے سامنے باہم مصافحہ کرینگی -

لنڈن ۲۸ فروری پیرس ۔ لیغرلی رزمگاہ بریڈ سے لابی آف دی چامبر میں ڈومونٹ کی دوبارہ فتح کا ذکر کرتا ہے - کہ دشمن چمپینو ویل اور ڈومونٹ کی طرف بڑھ گیا تھا اور اُس نے خیال کیا کہ ہم نے بڑی بھاری قربانی کرکے اس خوفناک مورچہ پر قبضہ کر لیا ہے - مگر فرانسیسی کلدار توپوں کی آتشباری نے دشمن کا قلع قمع کر دیا پھر ایک فوج نے جو محفوظ تھی اور بالکل تازہ تھی جرمنوں کو حیران اور پریشان کر دیا - اور دشمن کا حملہ موقوف ہوا - جنگ بڑا سخت اور ہیبت ناک تھا - تین مرتبہ جرمن واپس آئے اور تین ہی مرتبہ فرانسیسی جان توڑ کر لڑے اور ان کو بھگا دیا - فرانسیسی بھاری اور ہلکے توپ خانوں نے دشمن کی فوج میں خون کی ندیاں رواں کر دیں - یہاں تک کہ شکست فاش کھا کر خاموش ہو گئے - اور فرانسیسیوں نے جرمنوں کی قطاریں توڑ ڈالیں - فرانسیسیوں نے ناگہانی دشمن پر حملہ کیا اور جرمنوں نے ڈومونٹ اور چمپینو ویل اور پادرہل کو خالی کر دیا - فرانسیسیوں کا پلہ بھاری ہو گیا - اور میدان جنگ اُن کے ہاتھ آیا -

اسی جنگ کے بارے میں ایک پیرس کمیونیک راوی ہے کہ وردون کے شمال میں سخت گولہ باری جاری ہے - خصوصاً میمنہ کی سمت کو لے لینے کی ازسرنو کوشش کی - ہماری فوج کے مقابلہ کے سامنے اُن کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں - اور ہماری فوجیں مقابل سے سخت حملہ کرتے ہوئے بھی بے جنبش رہیں - مذکورہ بالا کمیونیک میں لکھا ہے کہ محاذ پر حالت غیر متبدل ہے - اور ڈومونٹ گاؤں ابھی تک محصور ہے - واوکس کے شمال کی جانب ہلکا ہے - گزشتہ شام کے وقت جرمنی ووور میں سرگرم کار تھے - پہاڑی نمبرہ ۲۵ سے جو آیکس کے جنوب مشرق کو واقعہ ہے - جس قدر کوششیں اس میں سے نکال دینے کے لئے کی گئیں وہ سب خاک میں مل گئیں - آیکس کا ریلوے سٹیشن یکے بعد دیگرے ایک دوسرے کے ہاتھ میں آتا رہا - مگر ہمارے قبضہ میں ہی رہا - جرمن نے ماتھیو ولس کے مقابل میں زیادہ جنوب کی جانب ایک حملہ کیا مگر اس میں بھی اُس نے شکست فاش کھائی - ہمارا توپ خانہ جملہ کل محاذ پر دشمن کے توپ خانہ کے ساتھ مقابلہ پر خوب اڑا ہوا ہے - ہم نے ووسجز میں دشمن کی متعدد چھاؤنیوں پر گولہ باری کی - اور جرمن مورچوں پر بھی جو شین کے بالمقابل ہیں -

لنڈن ۲۸ فروری - پیٹروگراڈ میں کہا جاتا ہے کہ جب روسی کرمان شاہ میں داخل ہوئے تو وہاں کے جرمن کمانڈر کاونٹ کانیتز نے خودکشی کر لی

لنڈن ۲۷ فروری (مصری سرحد پر) قاہرہ سے یہ خبر موصول ہوئی ہے - کہ جنرل لوکن کا دستہ جس میں جنوبی افریقی - یومنری اور ٹیری ٹوریل توپ خانہ مشتمل تھا کل صبح کو دشمن کے دستہ پر جو اگیجیا میں نوری اور غفار کے ماتحت تھا - براہی سے ۱۵ میل جنوب مشرق کو واقعہ ہے - حملہ آور ہوا - ۳ بجکر ۳۰ منٹ کے قریب دشمن کے پیر بالکل اکھڑ گئے اور الگ الگ پارٹی میں ہو کر فرار ہوئے - ہمارے رسالہ نے اُن کا تعاقب کیا - چار بجے ہوائی جہازوں نے اگیجیا سے ۸ میل جنوب مغرب میں انہیں رپورٹ دی کہ ابھی تک اُن کا تعاقب ہو رہا ہے

لنڈن ۲۸ فروری (مصری سرحد پر) جنرل میکنسویل رپورٹ دیتا ہے - کہ سنیچر کو جو جنگ ہوئی - اس کا خاتمہ فیصلہ کن کامیابی کے ساتھ ہوا - نوری بے جو ترکی وزیر انور پاشا کا بھائی ہے - اور جو دشمن کا سپہ سالار تھا مارا گیا - اور اس کا چیف لفٹنٹ غفار زخمی ہو کر اسیر ہو گیا -

دشمن قریب ۲۰۰ مقتولین چھوڑ کر بھاگ گیا - دشمن ایک مضبوط مورچہ پر قابض تھا جنرل پیٹن رپورٹ دیتا ہے کہ جنرل لوکن کے ماتحت جنوبی افریقی پیادہ فوج نے جو حملہ کیا تھا اس میں پوری پوری کامیابی ہوئی تھی - اور ڈارسٹ شائر یومنری کا دار بڑا حوصلہ افزا اور نہایت ہی کارگر تھا - اسی کے چارج میں غفار زخمی ہو کر گرفتار ہوا - نوری بے قتل ہوا تھا - ایک کلدار توپ لے لی گئی تھی - ماترہ اور براہی کے درمیان جو تار بنتی تھی وہ پورے طور پر ازسرنو تعمیر نہیں ہوئی -



ایڈیٹوریل نوٹس

آدم اور حوّا

(۱)

اگرچہ ہمارے سب سے پہلے والدین آدم اور حوّا خدا تعالےٰ کی نافرمانی کرکے خدا کے غضب کے مورد بن گئے۔ اور باغ عدن کی لاثانی خوشیوں سے محروم کئے جاکر وہاں سے راندے گئے۔ اور باغ عدن کے گرداگرد چمکتی تلواریں لئے ہوئے فرشتے مقرر کئے گئے۔ تاکہ وہ باغ کی نگہبانی کریں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آدم اور حوّا پھر باغ عدن میں داخل ہوجائیں۔ مگر ہمارا خداوند ایسا مہربان اور کریم النفس ہے کہ اُس نے ہمارے پہلے والدین کو یاس اور بےسہارائی کے چاہ میں ہرگز ہمیشہ تک کے لئے پھینک نہیں دیا۔ بلکہ اپنے ورحمت کو اُسی وقت اُن پر ظاہر کردیا۔ اور نجات اور تحصیل مسرت ابدی کا نہایت عجیب وغریب اور لاثانی طریق اسی وقت اُن کو بتادیا جس پر وہ اپنے گناہ سے پچھتاکر کاربند ہوئے اور فوراً بخشے گئے۔ اُنہوں نے بڑی سنجیدگی اور فروتنی سے اُس آلہی طریق النجات کو بسر وچشم قبول کرلیا۔ اور بعظیم بہجت وبعمیق مسرت اُس سے حظ روحانی اُٹھایا۔ اگرچہ وہ خدا سے برگشتہ ہوگئے تھے۔ مگر پھر بھی وہ خدا کو پیار کرتے اور خدا اُن کو پیار کرتا تھا۔ خدا اور آدم دونوں کی محبت کی ڈوریوں سے ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہوئے اور ایک دوسرے کی جانب کھنچے ہوئے تھے۔ اور اگرچہ وہ بہشت سے باہر نکالے گئے تھے تو بھی خدا کے وعدہ پر ایمان لاکر اپنی موجودہ اور آئندہ برکات کے لئے اسی وقت سے برابر تا دم زیست حق تعالےٰ کا اظہار شکر وامتنان کرتے رہے۔ اور ویساہی تمام باتوں کی تعلیم اپنی اولاد کو دیتے رہے اور اگرچہ توریت میں ان کی بابت بہت ہی تھوڑا بیان درج ہے۔ تو بھی اُس تھوڑے سے اُن کی دینداری اُن کا مذہب اور اُن کا دین وایمان اوضح طریق پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے۔

آدم اور حوّا کے بیان پر ایک عمیق اور وسیع نظر ڈالنے سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ وہ خدا کی ہستی اُس کے خالق و پروردگار ہونے اور اسباب کا پورا پورا علم اور یقین رکھتے تھے۔ کہ خدا اُن سے محبت رکھتا ہے اسی محبت کے سبب سے خدا نے آدم اور حوّا کی پیدائش سے پیشتر وہ تمام چیزیں پیدا اور مہیا کر دی تھیں جن کی آدم کو ضرورت پڑنے والی تھی۔ خدا نے اس کو نہایت اعلےٰ درجہ کی عقل اور فراست عطا فرمائی تھی جس سے اُس نے ہر شے کو دیکھتے ہی اُس کی تمام حقیقت اور ماہیت اور خواص کو پہچان لیا اور نہایت موزوں اور بالکل درست نام ہر شے کا رکھدیا۔ جس وقت خدا ساری چیزوں کو آدم کے پاس لایا تاکہ دیکھے کہ وہ اُن کے کیا نام رکھتے ہیں اور آدم اور خدا اور تمام جانور یکجا موجود تھے۔ تو اُس وقت آدم اور خدا اور کل جانوروں کے باہمی تعلقات اور حیثیتوں کے بارے میں آدم کے دل میں کیا خیالات گذرتے ہونگے؟ اس کے یقین اور ایمان کی کیا حالت ہوگی؟ بالضرور وہ جانتا ہوگا کہ خدا خدا ہے۔ اور وہ ان ساری چیزوں کا اور میرا خالق اور مالک ہے۔ ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ خدا سے بڑھکر کوئی اور نہیں ہے۔ خدا نہایت دانا اور قادر مطلق ہے اور عالم کل ہے۔ مجھ کو اُس پر پورا پورا بھروسہ کرنا چاہیے۔ اُس کا ہمیشہ فرمانبردار رہنا لازم ہے۔ اُس کی تعظیم کرنی میرا فرض ہے۔ اور جس وقت آدم کو ایک ساتھی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اور خدا نے بھی اس ضرورت کو محسوس کیا۔ اور خدا آدم پر بھاری نیند بھیج کر اُس کی پسلی نکالکر ایک نہایت عمدہ اور حسب ضرورت اور نہایت مفید ساتھی بناکر اُس کے سامنے کھڑی کردی تو اُس وقت آدم کی خوشی اور مسرت کی کیا حد ہوگی؟ خدا کی محبت قدرت ودانائی حکمت اور بزرگی کا اُس کے دل میں کس قدر احساس اور یقین پیدا ہوگیا ہوگا؟ اور جس وقت آدم نے یہ دیکھا ہوگا کہ ہر جاندار کی ہستی پرورش اور نشوونما کا خدا نے کیسا لاثانی اور مکمل دانائی سے پر انتظام کردیا ہے۔ اور ہر شے کی احتیاج کے موافق تمام ضروریات اُن کی پیدائش سے قبل ہی بہم پہونچا چھوڑی ہیں تو اُس وقت آدم کے دل میں خدا کی پروردگاری اور حکومت اور انتظام اور عالم الغیبی اور قدرت کی بابت کس قدر یقین پیدا ہوگیا ہوگا؟ اور آخرالامر جس وقت سانپ حوّا کے پاس آیا اور ثمر ممنوعہ کھلا دینے کے لئے باتیں کیں تو اُس وقت حوّا کے تمام جوابوں اور باتوں سے کیا مترشح ہوتا تھا؟ یہی کہ وہ خدا کو سچا اور برحق ساری چیزوں کا خالق اور حاکم مطلق جانتی تھی۔ اور سمجھتی اور یقین کرتی تھی کہ خدا کی فرمانبرداری کرنا میرا فرض ہے۔ وہ خدا کی تمام باتوں پر پورا پورا یقین اور بھروسہ رکھتی تھی۔ اُس کی باتوں کو سچ سمجھتی تھی اور فرزندانہ خوف اور تعظیم اُس کے دل میں تھی۔ اُس کی فرمانبرداری سے خوش تھی مگر نہایت ہی سادہ لوح اور بھولی بھالی تھی۔

حوا کی دانائی اور فراست کی وسعت اُن الفاظ سے ظاہر ہے۔ جو اس نے اُس وقت اپنے دل میں کہے جبکہ اُس نے شجرِ ممنوعہ کی طرف دیکھا اور بولی کہ وہ درخت کھانے میں اچھا اور دیکھنے میں خوشنما اور عقل بخشنے میں خوب ہے۔ علم النباتات کا کامل علم اس کے اندر موجود تھا۔ لیکن شیطان کے جھانسے میں آکر لغزش کھا گئی۔ جب تک خدا کی طرف دیکھتی رہی تب تک شیطان سے انکار کرتی رہی۔ مگر جہاں خدا کی طرف سے نظر پھری اور دل کی آنکھیں شیطان کی طرف اور ساتھ ہی جسم کی آنکھیں شیطان کی باتوں کے پیچھے لگ کر درخت خاص کی جانب پھریں۔ وہیں وہ گر پڑی اور بری طرح گری بلکہ آدم کو بھی اپنے ساتھ گرایا تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور انہیں معلوم ہوا کہ ہم ننگے ہیں۔ اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کے اپنے لئے لنگیاں بنائیں۔ آنکھیں کھل گئیں۔ ہوش آگئی کہ ہم کیا تھے۔ اور اب کیا ہیں۔ کیا تھا اور کیا ہوگیا۔ حیرانگی اور پشیمانی اور شرمندگی کے چاہ میں غرق ہوگئے اپنے کئے کا خدا کے حکم سے مقابلہ کیا۔ اور اس پر نادم ہوگئے۔ اپنی حالت زار پر آٹھ آٹھ آنسو بہائے۔ یہ ہے اختصاراً برگشتگی سے قبل آدم حوا کا دین و ایمان۔ اور یہی ان کا مذہب اور ملت تھا۔

ایک جرمن میڈیکل افسر اور رنگروٹوں کا مکالمہ

ایک لیڈی نے جو جرمنی کے دارالخلافہ برلن میں رہتی ہے۔ اپنے ایک دوست کو جو پیرس میں رہتا ہے۔ خط لکھتی ہوئی وہ دلچسپ اور تمسخر آمیز مکالمہ لکھتی ہے۔ جو ایک جرمن میڈیکل افسر اور اُن نئے رنگروٹوں کے درمیان ہوا جنکو جنگ کے ناقابل سمجھ کر خارج کردیا گیا تھا۔ مگر اب دوسری مرتبہ طبی معائنہ کے بعد بھرتی کرلیا گیا ہے۔ اس مکالمہ میں قیصر جرمن اور اُس کے ولیعہد کو حقارت آمیز لہجہ کا مشارالیہ بنایا گیا ہے جس سے یہ حقیقت بھی کھل جاتی ہے کہ اب جرمن کے پاس آدمیوں کی بڑی قلت ہے۔ اور وہ بیمار اور ناقابل آدمیوں کو بھی فوج میں بھرتی کر رہا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ خود قیصر اور ولیعہد بھی گٹھیہ وغیرہ کا شکار ہیں۔ مکالمہ یہ ہے۔

کرنیل پہلے رنگروٹ سے کہتا ہے۔ تم کو کیا ہوا ہے؟

رنگروٹ۔ جناب من میرا بایاں ہاتھ چھوٹا اور نیم فالج زدہ بھی ہے۔

کرنیل۔ تو مضائقہ کیا؟ اور اعلےٰ حضرت شہنشاہ ...... کیا اس سے اُن کی فتوحات میں کوئی رکاوٹ آگئی ہے؟ (چلو منظور)

دوسرا رنگروٹ۔ جناب من! میری ٹانگوں ہاتھوں اور کندھوں میں گٹھیہ ہے۔

کرنیل۔ گٹھیہ۔ اچھا تو مارشل وون ہنڈن برگ کو کیا ہے؟ کیا اُس کے گٹھیوں نے اُس کو بیسیوں پریشان فتوحات سے باز رکھا ہے؟ (چلو تم بھی پاس ہوئے)

تیسرے رنگروٹ کو جو ایک بے حوصلہ شخص تھا اور تمسخر آمیز تبسم اُس کے لبوں پر تھا اُس کی والدہ کرنیل صاحب کے پاس لائی اور بولی حضور میرا بیٹا تو جنم سے سودائی اور پاگل ہے۔

کرنیل اُچھل کھڑا ہوا اور غضبناک لہجہ میں ہو کر بولا! تم کہتی ہو کہ وہ پاگل ہے۔ اچھا تو کیا ولیعہد بھی پاگل نہیں ہے؟ مگر وہ اس کے سپاہی بنتے یا جرنیل ہونے میں حارج تو نہیں ہے۔ (تم بھی منظور)

برطانیہ عظمیٰ کی بڑھتی ہوئی طاقت

مسٹر بونر لا نے حال ہی میں ایک ملاقات کے وقت کہا کہ معاملات جنگ میں متحدہ حکمرانی کی جانب اتحادی بڑی ترقی کررہے ہیں۔ اور کہ ہم اسوقت جنگی کرۂ ہوائیہ میں زندگی بسر کررہے ہیں۔ اور جنگ کی فتح کے سوائے اور کچھ بات چیت ہی نہیں۔ ہماری محفوظ فوج بڑھتی جاتی ہے۔ اور رنگروٹوں کی تعلیم سرعت کے ساتھ ہورہی ہے۔ مسٹر بونر لا نے کہا کہ ہمیں چار ملین (۴۰ لاکھ) والنٹیر بھرتی کرلینے کا فخر حاصل ہے۔ اب ہمیں سامان جنگ کی بالکل فکر نہیں اور ہم ہر ہفتہ تازہ قوت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ ہم کو دراصل کناڈا۔ آسٹریلیا۔ اور ہندوستان کی گرانبہائی پر ناز ہے۔ اور جنوبی افریقہ کے معاملات سے ہمیں پورا اطمینان ہے۔ برطانیہ کی مالی حالت کے بارے میں اب کچھ خطرہ نہیں ہے۔ جنگ سے برطانیہ کی صنعت وحرفت میں تازہ جان پڑگئی ہے۔ اُس نے یہ بھی بیان کیا کہ ممکن ہے کہ صلح کی ایک ایسی لیگ تیار کیجائے جس کے سبب سے موجودہ مصائب کا پھر سامنا کرنا پڑے گا۔ اور اگر یہ صلح لیگ ہوگی تو دنیا کو مہذب بنانے میں ریاست ہائے متحدہ کا



سب سے بڑا حصّہ اس میں ہوگا

انسان کی ہلاکت کے نئے ہتھیار

ہندوستان قدیم کے جنگی فسانوں اور تاریخوں میں

بسا اوقات دیکھنے میں آتا ہے کہ قدیم زمانہ کے ہندو راجگان میدان جنگ میں ایک قسم کا سونٹا استعمال کیا کرتے تھے۔ جو پیچھے سے پتلا آگے سے موٹا ہوتا تھا۔ اور جس میں کانٹے بھی لگے ہوئے ہوتے تھے۔ جیساکہ تصویروں میں ہنومان کے ہاتھوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اور جیساکہ کوروں اور پانڈوؤں نے ایک مرتبہ ہستنا پور کی جنگی نمائش میں استعمال کیا تھا۔ مہابھارت میں اس کا مفصل ذکر ہے۔ اور دیگر قدیم قومیں بھی اس کا استعمال کرتی ہیں۔ اور کرتی رہی اسی طرح جرمن اور اتحادیوں نے بھی سونٹے اس یورپی جنگ عظیم میں استعمال کرنے شروع کر دیئے ہیں۔ جیساکہ امریکہ کے یونائیٹڈ پریس کا نامہ نگار مقیمی سالونیکا لکھتا ہے۔ کہ بالآخر اس جنگ عظیم میں لوگ سونٹے استعمال کرنے لگ پڑے ہیں۔ تاکہ اُس سے آدمی کا سر پھوڑ دیں۔ یہ سونٹے عام قسم کے ہوتے ہیں۔ اکثر جرمن سپاہیوں کے پاس ایسے سونٹے ہوا کرتے ہیں جو پیچھے سے پتلے اور آگے سے موٹے ہوتے ہیں۔ اور برطانوی محاذ کے بعض حصوں میں بھی ایسے سونٹے سپاہیوں کو دیئے گئے ہیں۔ جن کے چاروں طرف کیلیں اور سلاخیں تیز اور نوکیلی لگی ہوئی ہیں۔ یہ برطانوی سونٹے عام چھڑی کی شکل کے نظر آتے ہیں۔ جرمن ان سونٹوں کو اس وقت کام میں لاتے ہیں جبکہ وہ برطانوی خندقوں پر حملہ کرتے ہیں تاکہ اُن سے بلا کسی قسم کے شور و غوغا کے آدمیوں کو ہلاک کریں۔ ایساکہ دوسری پاس کی خندق والوں کو اس کی مطلق خبر نہ ہو اس جنگ عظیم کے جدید قسم کے ہتھیاروں میں سے ایک بڑے بھاری قسم کا گولہ بھی ہے جس کو جرمن ورردنل کے مضافات میں کام میں لاتے رہے ہیں۔ صرف ہوائی توپیں ہی اس گولے کو چلاتی ہیں۔ اور یہ گولہ پھوٹتا نہیں ہے۔ ان ہوائی توپوں کی نال ۔ انچ کھلی اور کئی انچ لمبی ہوتی ہے۔ ایک بڑے بڑے گولوں میں سے جو برطانوی محاذ پر آکر پڑتے رہے ہیں۔ ایک گولہ بغیر پھٹے پڑا رہا۔ اُس کو ماہران فن محاربہ اور سائنس دانوں نے محفوظ رکھ لیا ہے اُس کا قطر ۱۰ انچ کا ہے۔ اور ۱۵ انچ اونچا ہے۔ سپات (فولاد) کی چدر کا بنا ہوا ہے۔ اور دونوں سروں پر چوبی چپٹے ڈاٹ لگے ہوئے ہیں اس میں لوہے کی ۲۰ تیز نوکیلی چیز کیل کانٹے وغیرہ سما سکتی ہیں۔ اور ۲۵ پونڈ وزنی بھک سے اُڑ جانے والا مادہ ہوتا ہے۔ اس گولے کا کل وزن ۱۵ پونڈ یعنی قریب ۲۵ سیر ہے۔

قیصر جرمن کہاں ہے؟

گذشتہ ایام میں جو خبر آئی تھی کہ قیصر جرمن بیمار ہے اور اُس پر اپریشن کیا گیا ہے۔ وہ دراصل درست نہ تھا۔ بلکہ اخبار ایمپائر کے بیان کے مطابق کسی نامعلوم محاذ پر گیا ہوا تھا۔ ان مسافروں کا جو برلن سے راٹرڈم میں آئے ہیں بیان یہ ہے کہ قیصر کی بابت یہ خبر مشہور ہے۔ کہ وہ کسی محاذ پر نہیں گیا تھا۔ بلکہ برخلاف اس کے وہ جنیبی جرمنی کو چلا گیا تھا جہاں اُس پر اپریشن ہونے والا تھا۔ ظاہر ہے کہ وجہ یہی تھی جس کے سبب سے سرکاری خبر بھی طرح سے نہ مل سکتی تھی۔ کہ قیصر کس رزمگاہ کو گیا تھا اور یہ بھی نہیں بتایا گیا تھا کہ کس قسم کا اپریشن ہونے والا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ بھی افواہ ہو کیونکہ جرمنوں کا عام قاعدہ یہی ہے۔ کہ جھوٹ بول کر دوسرے کو دھوکے میں ڈال دیتے ہیں۔ مگر یہ بات بالضرور معنی خیز ہے کہ آجکل قیصر کی بابت بہت کچھ کم خبریں ملتی ہیں

تعلیمی سلسلہ میں مذہب کی ضرورت

کلکتہ کے انگریزی اخبار ایمپنی کے بیان کے مطابق برہما کے لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر سر ہارکورٹ ٹبلر نے اپنے ایک درس میں جو انہوں نے رنگون ڈایوسیس کانفرنس میں دیا یہ فرمایا کہ میرا اپنا پختہ یقین ہے۔ کہ تعلیم کا کوئی ایسا سلسلہ جوانوں کے لئے قابل برداشت نہیں ہے۔ جس میں کسی نہ کسی قسم کی مذہبی تعلیم نہ ہو۔ اس پر کرسچن کالج میگزین حسب ذیل ریمارک کرتا ہے۔ کہ

تعلیم کا عمدہ ترین ثمرہ خصلت ہے۔ اور خصلت کی ترکیب میں جو نہایت ہی طاقتور اثر ہوا کرتا ہے وہ وہی ہوتا ہے جو خالص اور اعلیٰ مذہبی تعلیم کے ذریعہ سے ہوا کرتا ہے۔

(انڈین وٹنس)

جرمن نقصانات کا تخمینہ

اخبار کرسچن ایڈووکیٹ راوی ہے کہ جرمن اخبارات ایسے تعداد و شمار شایع کر رہے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ زخمی سپاہیوں میں سے اس قدر آدمی صحت یاب ہو کر میدان جنگ میں جاتے ہیں۔ کہ دنیا کی کسی فوج میں اس قدر آدمی صحت یاب نہیں ہوتے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے کہ جنگ کے پہلے مہینے میں زخمی سپاہیوں میں سے عنقریب ۸۵ فیصدی صحت یاب ہو کر میدان جنگ میں واپس گئے ۱۲ فیصدی ناقابل جنگ ٹھہرائے گئے۔ اور ۳ فیصدی ہلاک ہوئے۔ ماہ بماہ اس اندازہ میں اضافہ اور ترقی ہوتی جاتی ہے۔ اور اس وقت زخمی سپاہیوں میں سے ۸۹۰۵ فیصدی تندرست ہو کر از سرنو جنگ میں شامل ہوتے ہیں۔ ۶۰۸ فیصدی ناقابل ٹھہرتے ہیں۔ یہ امر واقعی غور طلب ہے۔ اور اگر یہ حساب درست ہے تو اس سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ کہ جرمن کی سپاہ عملی طور پر زوال پذیر نہیں ہے۔ فرانس سے رپورٹ آتی ہے کہ فرانسیسی ہسپتالوں میں زخمی اور بیمار سپاہیوں کے درمیان اس وقت صرف ۸ فی ہزار مرتے ہیں۔ جبکہ گذشتہ سال کی اموات ۵۳ فی ہزار تھی۔

دشمن کی طاقت کا اندازہ

فرانسیسی افواج کے ساتھ جو برٹش پریس کا رسپانڈنٹ رہتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ جرمن نقصان کا جو اندازہ چند ماہ گذرے لگایا گیا تھا اس کی تکذیب کی کوئی وجہ پائی نہیں جاتی۔ اور ہم بوثوق کہہ سکتے ہیں کہ جرمن ہر ماہ دو لاکھ سپاہ کا نقصان اٹھا رہا ہے۔ اور ابھی اٹھا رہا ہے۔ اور اس نقصان میں وہ بھی شامل ہیں جو ہلاک ہو گئے۔ یا کسی نہ کسی طرح ناقابل جنگ قرار دیے گئے اس تخمینہ کے مطابق جو حال ہی میں فرانسیسی اخبارات میں شایع ہوا ہے۔ اور جس کے مطابق جرمن کی کل تعداد سپاہ کی قریباً نو ملین (۹۰ لاکھ) بتائی گئی ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء پر اپنی تعداد کو قائم رکھنے کے لئے اس کے پاس ۸۰۰۰۰۰ کے قریب محفوظ فوج تھی۔ اس میں ۱۹۱۶ء کی کنٹنجنٹ فوج بھی شامل ہے۔ جو تا حال جنگ میں نہیں آئی۔ اگر نقصان کا موجودہ حساب ہی قائم رکھا جائے۔ یعنی ۲ لاکھ ہر ماہ کا نقصان تو ۸۰۰۰۰۰ آدمیوں کی محفوظ فوج ماہ اپریل میں کسی نہ کسی وقت قائم ہو جائے گی۔ پس واضح ہے کہ ان صورتوں میں جرمنی کو اور زیادہ محفوظ فوج کی تلاش ہوگی۔ اس کے بعد یہی نامہ نگار ان لوگوں کی تعداد کا اندازہ کرتا ہے۔ جو ناقابل جنگ متصور کئے جا کر رد کر دیے گئے تھے۔ طبی شرائط میں بہت کچھ رعائتیں کر دی گئی ہیں۔ جیسا کہ ان اسیران جنگ کی صحت اور حالات سے معلوم ہوتا ہے جو حال ہی میں گرفتار ہوئے ہیں۔ قاعدہ ہے۔ کہ جرمن ۵۰۰۰۰۰ اور ۶۰۰۰۰۰ کے درمیان کی سالانہ کنٹنجنٹ میں سے ۲۵۰۰۰۰ اور ۵۰۰۰۰ کے درمیان آدمی بیکار کر دیتا ہے۔ اس قدر قلیل تعداد کو بیکار کر دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی فوج کی عام طبی حالت کی اوسط بہت ہی گری ہوئی ہے۔ اور نہایت ہی اغلب ہو کہ فوجی عمر کی حد ۴۸ سے ۵۰ بلکہ ۵۴ تک بڑھا دی جائے۔ تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر کی اس حد بندی سے آدمیوں کی تعداد کم از کم ۱۶۰۰۰۰۰ ہو جائے ۰۰۰۰۰۰ الغرض اگر جرمن عملی طور پر ۴۰۰۰۰۰ آدمی ۴۸۔ ۵۴ برس کی عمر کے کم و بیش صحت کے فراہم کر سکے تو سمجھنا چاہئے کہ اس نے خوب کیا۔۔۔۔۔ بس وہی نامہ نگار لکھتا ہے کہ ہم یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ نئی ترکیب سے جرمن ۹ لاکھ فوج اور ایسی نکال سکتا ہے جن کی صحت ادنیٰ درجہ کی ہوگی۔ تاکہ اس سے اپنے نقصان کی تلافی کر سکے۔ اور کہ اگر نقصان کی اوسط میں کچھ کمی بیشی نہ ہو تو ماہ اگست میں اس کی جنگی طاقت معطل ہو جائے گی۔

جاپانی پھول جنتری

جاپانی لوگ اپنی جنتری میں سال کا شمار پھولوں سے کرتے ہیں۔ جاپانی لوگ کیا بڑے کیا چھوٹے سب کے سب ایک سال میں کئی مرتبہ ایک قسم کی قومی تفریحی میلوں میں فراہم ہوتے ہیں اور شگفتہ پھولوں کے بوٹوں اور درختوں کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ خصوصاً چیری ہوزم کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں جس کا رنگ گلابی اور نہایت خوبصورت ہوتا ہے۔ پھول ایسا عمدہ اس ملک میں ہوتا ہے کہ دنیا کے کسی اور ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔ انکی پھول جنتری اس طرح پر شمار کیجاتی ہے۔ جنوری صنوبر کا پھول فروری آلوچہ کا پھول مارچ آڑو کا پھول اپریل آلوبخارے کا پھول مئی وسٹیریا جون قوس قزح کے رنگ کا پھول جولائی مارننگ گلوری۔ اگست کنول پھول ستمبر ست برگ اکتوبر [illegible]

[illegible]

مراسلات

احمد شاہ کا عمدہ فیصلہ

بارھواں باب

امیر علی کی رویا

جب احمد شاہ کو بورڈنگ ہاؤس میں واپس آئے ہوئے چند ہفتے گذر گئے تو ایک شام کو جب دونوں دوست باہم بیٹھے مطالعہ میں مشغول تھے امیر علی کے آنے کی خبر ملی بھتیجے نے چچے کا بڑے ادب اور خوشی سے استقبال کیا۔ اور فیروز خاں سے بھی ملاقات کرائی۔ فیروز خاں اس سے بہت خوش ہوا کیونکہ اُسے اُس شخص سے پھر ملنے کا موقع ملا جس نے اُسے بہت کچھ اپنی طرف مایل کر لیا تھا اس موقعہ پر وہ بائیبل کے چند مقامات کو جنکا انکی درسی کتابوں میں حوالہ دیا گیا تھا دیکھ رہے تھے اور ابتک بائیبل میز پر کھلی رکھی تھی۔

امیر علی کسی کام کو آیا تھا اور جب وہ کام ہو چکا تو دیر تک بیٹھا رہا۔ کیونکہ دونوں نوجوان اس کے آرزومند معلوم ہوتے تھے۔

اُس نے بائبل ہاتھ میں لے کر کہا "یہ کتاب بھی تمہاری درسی کتابوں میں شامل ہے؟"

فیروز خاں نے بے تامل جواب دیا "یہ مقررہ درسی کتابوں میں تو شامل نہیں۔ لیکن چونکہ دوسری کتابوں میں اس کے بہت سے حوالے پائے جاتے ہیں۔ اس لئے میں نے ایک پروفیسر کی معرفت یہ بھی خرید لی"۔

پھر امیر علی نے پوچھا کیا تم اسے پڑھتے ہو؟

فیروز خاں نے احمد شاہ کیطرف اس غرض سے دیکھا کہ آیا اُسے اس میں کچھ اعتراض تو نہیں کہ اُس کے چچا سے حقیقت بیان کر دیجائے۔

احمد شاہ سمجھ گیا اور فوراً کہنے لگا جی ہاں ہم اسے پڑھتے ہیں۔ بلکہ ہم ایک انجیل ختم کر چکے ہیں اور دوسری پڑھ رہے ہیں"۔

جب احمد شاہ یہ جواب دے رہا تھا۔ فیروز خاں امیر علی کے چہرے کو دیکھ رہا تھا کہ کیا اثر ہوتا ہے۔ اُسے تعجب ہوا کہ بجائے ناخوشی کے آثار ظاہر ہونے کے اُس کا چہرہ خوشی سے چمکنے لگا پھر دفعتہً فیروز خاں کی آنکھیں کھل گئیں پہلی ہی ملاقات میں وہ معلوم کر چکا تھا کہ احمد شاہ کے رشتہ دار اور میرے دیگر جان پہچانوں میں بڑا فرق ہے۔ اور احمد شاہ خود بھی اس امر کا اظہار کر چکا تھا کیا اصل بات یہ نہیں کہ وہ مسیحی ہیں؟ یہ خیال اُسکے دل میں بہت جلد گذرا اور اب امیر علی کے بولنے کی باری تھی۔ وہ بھی سوچ رہا تھا کہ کیا ابھی وہ وقت آگیا ہے یا نہیں جبکہ احمد شاہ اپنے مسیحی رشتہ داروں کا اقرار کرے۔ فی الحقیقت اپنی اپنی جگہ دونوں سوچ رہے تھے کہ کہاں تک ایک دوسرے کا بھید ظاہر کر سکتے ہیں۔

جب امیر علی سوچ رہا تھا کہ کیا کہے احمد شاہ نے دونوں کی مشکل کو حل کر دیا اور کہا کل رات کو ہم کہہ رہے تھے کہ کاش کہ ہم کسی سے صلاح مشورہ لے سکتے۔ کیونکہ اناجیل کو پڑھنے میں بہت سے سوالات پیش آتے ہیں۔ آپ سے بہتر اور کون ہوگا جس سے ہم مشورہ لیں اور سوالات پوچھیں؟

اب فیروز خاں کو اپنے خیال کی درستی کا یقین ہو گیا۔ اور اُس نے بڑی سرگرمی سے کہا۔ "بے شک جو باتیں ہماری سمجھ میں نہ آویں آپ سمجھا دیا کریں تو ہم آپ کے بہت ہی شکرگذار اور ممنون احسان ہونگے۔

صاف ظاہر تھا کہ امیر علی اس درخواست سے بہت خوش ہوا۔ لیکن گھڑی دیکھ کر اُس نے معلوم کیا کہ اب ایک وعدہ کا وقت آگیا جس کے مطابق اُسے کسی اور جگہ جانا تھا۔ چلنے سے پیشتر اُس نے یہ انتظام کیا کہ کسی اور روز شام کے وقت آکر اُن کے ساتھ کچھ زیادہ وقت صرف کرے۔

جب امیر علی چلا گیا تو احمد شاہ نے فیروز خاں سے کہا "اب تو آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ میں اپنے چچا اور چچیری بہن سے کیوں اس قدر کرتا تھا۔ اب اس امر کو چھپانے کی کوئی ضرورت نہیں اور آپ کو صاف بتلاتا ہوں کہ وہ مسیحی ہیں"

فیروز خاں نے کہا "میں نے یہ معلوم کر لیا تھا جب آپ نے کہا تھا کہ ہم اناجیل کا مطالعہ کر رہے ہیں تو آپ کے چچا کا چہرہ بشاش ہو گیا تھا۔ لیکن آپ مجھے یہ بتایئے کہ وہ مسیحی کیوں ہو گئے ہیں نے اس سے پیشتر کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو مسلمان سے مسیحی ہو گیا ہو۔ اس لئے میں بہت چاہتا ہوں کہ اُن کا حال سنوں"۔

احمد شاہ نے جواب دیا کہ میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ آپ انہی سے سنیں کیونکہ مجھے تو کچھ بھی معلوم نہیں۔ ہم کو فقط یہ بتایا گیا تھا کہ انہوں نے ہمارے خاندان کو بدنام کیا۔ اور ہم کو اُن کا نام لینے کی بھی اجازت نہ تھی مجھے تو اتفاقاً یہ معلوم ہوا کہ اُن کی خطا کیا تھی

اور مجھ کو یہ بات کچھ ایسی ہولناک بھی معلوم نہ ہوئی جیسی کہ میرے والدین کو۔ لیکن جب تک میرے والد مرحوم زندہ تھے۔ تب تک ہم کو اُن کا حکم ماننا ہی پڑا تھا۔ اُن کی وفات پر میرے چچا نے بھی دغا اور ہمدردی دکھلائی۔ چونکہ میری والدہ بہت مخالف نہ تھیں اور میں بھی اپنے نفع و نقصان کو سمجھنے لگا۔ اس لئے میں نے اُن سے الگ رہنے کی مطلق کوشش نہیں کی اور اگر مجھے زیادہ فرصت ہوتی تو میں اور بھی زیادہ مفتاجنا آپ کا یہ خیال بہت اچھا ہے۔ جب وہ پھر آئیں گے تو ہم اُن سے پوچھیں گے کہ انہوں نے مسیحیت کی خاطر اسلام کو کیوں چھوڑا۔ اتنا تو میں جانتا ہوں کہ انہوں نے کسی دنیاوی نفع کے خیال سے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ جب میں نے اُن سے پوچھا تھا کہ انہوں نے مسیحی ہو کر کیا حاصل کیا تو انہوں نے کہا تھا کہ انہوں نے مسیح کو پایا اور مسیح کے وسیلہ سے خدا کو لیکن میں نے اُن سے یہ نہیں پوچھا کہ مسیح کو پانے سے اُن کا کیا مطلب ہے۔ بیشک اُن کی زبانی یہ سب ماجرا سُننا بہت دلچسپ ہوگا۔"

امیر علی مقررہ وقت پر آیا اور انہوں نے فقط سوالات پوچھنے کے عوض میں یہ درخواست کی کہ وہ اُن کو اپنا مفصل حال سنائے کہ کس وجہ سے اور کیونکر اسلام کو ترک کر کے مسیحی دین اختیار کیا۔ امیر علی کے لئے اس ماجرے کا بیان کرنا مرغوب ترین تھا۔ وہ زندگی بھر اس واقعہ کو نہ بھولا اور ہمیشہ اوروں کو سنانا پسند کرتا تھا چنانچہ اُس نے اپنا حال بیان کرنا شروع کیا اور دونوں نوجوان نہایت غور و توجہ سے سننے لگے۔ ایک شام کو جبکہ میں اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا میں نے سڑک کے کنارے پر چند لوگ جمع دیکھے۔ میں بھی یہ دیکھنے کو کہ کیا ہو رہا ہے اُن میں جا کھڑا ہوا اور ایک ہندوستانی بھائی کو وعظ کرتے پایا اس کا مضمون **مسیح کی صلیب** تھا اور وہ مسیح کے حق میں نہایت محبت و تعظیم کے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اُس وعظ سے واقفیت کا بھی شروع تھا اور پھر وہ زندگی بھر کے لئے میرا دوست بن گیا۔ ہم دونوں کے دلوں میں ایک ہی خواہش تھی یعنی وہ چاہتا تھا کہ میں مسیحی ہو جاؤں۔ اور میں چاہتا تھا کہ وہ پھر اسلام قبول کرے کیونکہ وہ مسیحی ہونے سے پہلے مسلمان تھا۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ وہ واعظ جیت گیا کیونکہ اُس کی فتح اس کے علم اور فصاحت و بلاغت کی زیادتی کے سبب سے نہیں بلکہ اس وجہ سے تھی کہ وہ اس جنگ میں اکیلا نہ تھا۔ اُس رات کو جب میں صلیب کے بارے میں سُننے اور سوچنے کے بعد سویا تو میں نے **صلیب کی رویا** دیکھی جس کو میں کبھی نہ بھولا اور نہ بھول سکتا ہوں۔ میری رویا کی صلیب سادہ لکڑی کی صلیب نہ تھی۔ بلکہ ایسی خوبصورت اور آسمانی نور سے منور تھی کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اُس کے پاس ایک شخص آسمانی جلال سے ملبس اور ایسا نورانی کھڑا تھا کہ اُس کو دیکھ کر میری آنکھوں میں خیرگی آگئی۔ اس وقت سے میں اُس جلالی و نورانی شخص یعنی **خداوند یسوع مسیح** کی اور تفتیش و تحقیق کرنے لگا۔ چنانچہ میں نے انجیل شریف کی جلد خریدلی اور اُسے غور و فکر سے پڑھنا شروع کیا۔ بار بار تو اسبات پر میں آمادہ ہوا کہ جس کا بیان میں پڑھ رہا تھا اُس کے قدموں پر گر پڑوں لیکن دنیاوی نقصان کے خوف سے اور زیادہ تر اپنے بھائی کو ناخوش ہونے کے ڈر سے اکثر اوقات اُس آمادگی اور آرزو کو عمل میں لانے سے رک گیا۔

پھر میری بیٹی طاعون سے بیمار ہو گئی۔ اور گویا بالکل موت کے منہ میں تھی۔ اُس نے بھی خداوند یسوع کا ذکر سنا تھا۔ اور سیکھا تھا کہ وہ چھوٹے بچوں کو پیار کرتا تھا۔ وہ مجھ سے منت کر کے کہنے لگی کہ یسوع مسیح سے درخواست کرو کہ وہ مجھے بھی شفا بخشے جس طرح سے اُس نے ایک چھوٹی لڑکی کو شفا بخشی تھی۔ پہلے تو میں نے انکار کیا کیونکہ جس کو میں نے قبول نہیں کیا تھا اُس سے درخواست کرتے ہوئے مجھے شرم آتی تھی لیکن ملکہ بار بار مجھ سے یہی درخواست کرتی تھی۔ آخرکار میں نے دعا کی اور لڑکی کی جان بچ گئی۔

یہ ملکہ ہی تھی جس کے ننھے ننھے ہاتھ کھینچ کر **خداوند** کے قدموں میں لے آئے۔ ملکہ ہی نے یہ بات مجھ پر ظاہر کی کہ میں خداوند کا اس قدر احسان مند تھا کہ کسی چیز کو اس سے دریغ نہیں کر سکتا تھا پس میں نے اپنے تئیں اُسے دیدیا جیسا کہ اُس نے اپنے تئیں مجھے دیدیا تھا۔"

جب امیر علی بیان کر چکا تو دیر تک کمرہ میں بالکل خاموشی تھی۔ پھر اُس نے کہا "آؤ ہم خدا کی بے بیان بخشش کا شکر کریں۔" اور اُن نوجوانوں نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ معلوم کیا کہ گنہگار انسان کے لئے خدائے تعالےٰ و تقدس کے حضور میں حاضر ہونا اور اُس سے صحبت رکھنا ممکن ہے چلتے وقت امیر علی نے دونوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر نہایت اخلاق و سرگرمی سے کہا "لڑکو! یقین جانو کہ اس دنیا میں ہمارے **خداوند یسوع مسیح** کے مقابلہ میں کوئی چیز ڈھونڈنے اور پانے کے قابل نہیں ہے کیونکہ جو کوئی مسیح کو پاتا ہے اُس میں خدا کو پالیتا ہے۔"

مرحومہ مسز روزی منسل طالب الدین

کس کو نیکو کار جورو ملتی ہے؟ کہ اُس کی قیمت لعلوں سے بہت زیادہ ہے۔ از امثال ۱۰:۳۱

نہایت ہی رنج و افسوس سے ناظرین اخبار ہذا کو ایک رنجیدہ خبر دیتا ہوں کہ خانصاحب اسرائیل طالب الدین مالگزار موضع کھنڈوہ۔ ضلع رائے پور سنٹرل پراونس کی اہلیہ مسز روزی منسل طالب الدین جو کہ پادری منسل صاحب گڑھوال کی دختر نیک اختر تھیں تاریخ ۱۴ ماہ فروری ۱۹۱۶ء کو بوقت ساڑھے پانچ بجے شام اپنے موضع کھنڈوہ میں ہمیشہ کے لئے خداوند یسوع کی گود میں آرام سے سوگئیں۔

آپ ۱۵ جون ۱۸۸۱ء میں سرینگر گڑھوال میں تولد ہوئیں۔ جہانکہ ۹ سال کی عمر تک والدین کے زیر سایہ پرورش پاکر دیرہ دون گرلس سکول میں بغرض تعلیم بھیجی گئیں۔ اور پھر وہاں سے وہ مس تھوبرن گرلس ہائی سکول لکھنؤ میں آئیں۔ جہاں پر کہ انہوں نے تقریباً بیس سال کی عمر تک تعلیم حاصل کی۔ آپ اس سکول میں بسبب اپنی حسن لیاقت۔ نیک عادات و خصلت ہر دل عزیز رہیں۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد والدین نے اُن کی خواہش کے بموجب اُن کو علم موسیقی کی اعلےٰ تعلیم دلوائی۔ علاقہ گڑھوال میں جہاں کہیں یہ رہیں اپنی خداداد لیاقت سے اپنے منجی خداوند یسوع مسیح کا کام بڑی خوش اسلوبی سے سرانجام دیتی رہیں۔

آپ کی عادات خصلت و لیاقت اپنے ہمنام **پھول روز** کے وصف رکھتی ہیں

آپ نے متھرا۔ علیگڈھ۔ جبلپور وغیرہ وغیرہ مقامات میں خداوند کا کام نیک نیتی۔ خوش اسلوبی اور فرمانبرداری سے کیا جس کے سبب سے آپ چھوٹوں اور بڑوں کی نظر میں عزیز ہیں۔

آپ کی شادی ۲۸ دسمبر ۱۹۰۵ء میں صوبیدار بہادر ابراہیم طالب الدین صاحب کے فرزند ارجمند اسرائیل طالب الدین سے جو کہ بعد میں گورنمنٹ عالیہ کی طرف سے بسبب اپنی لیاقت و ہنرمندی کے **خانصاحب** کے معزز خطاب سے سرفراز کئے گئے۔ مقام جبلپور میں ہوئی۔ آپ نے اپنے شوہر کا ساتھ صرف دس سال ایک ماہ اور چھ دن تک دیا۔ اور اس عرصہ میں جو نام انہوں نے سنٹرل پراونس میں حاصل کیا وہ اظہر من الشمس ہے۔

آپ صوبجات متوسط کے مسیحی جمہور میں ایک سربرآوردہ معزز خاتون تھیں۔ اور ہماری جمہور کو اس بات پر فخر تھا کہ آپ سچی مسیحی۔ حلیم طبع نیک مزاج۔ ملنسار اور سب سے بڑھکر یہ کہ ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہونے والی خاتون تھیں۔ یہ اُمید کسی کو نہ تھی کہ مالک دو جہان کو یہ پسند آوے کہ آپ کو عین شباب میں وقت سے پیشتر بلا لے۔ افسوس۔

آپ نے بیماری کی حالت میں عالی حوصلگی صبر و برداشت کرنے کا نمونہ دکھلایا۔ کہ آپ سے حالت نزع سے کچھ عرصہ ہی پیشتر دریافت کیا گیا کہ آپ کی کیسی حالت ہے۔ جواب دیا کہ میں اچھی ہوں۔ آپ کا یہ مطلب تھا کہ عزیز و اقارب کے دلوں کو رنج نہ پہنچے۔ پھر ان کو بے ہوشی طاری ہوگئی۔ سب کو یقین ہوگیا کہ اب دم واپسیں ہے۔ ہم سب نے ملکر موقعہ کے بموجب خداوند سے دعا کی کہ اُن کی روح کو قبول کرے۔ تقریباً آدھ گھنٹہ تک ایسی حالت میں رہکر انہوں نے پھر آنکھیں کھولیں۔ اور عزیزوں کو روتا دیکھکر حیران ہوئیں۔ اور ہنستے ہوئے کہا کہ تم لوگ کیوں واویلا کرتے ہو۔ میں مری نہیں (ہاتھوں کو اوپر اٹھاتے ہوئے) یہ دیکھو میرے ہاتھ۔ میں تو زندہ ہوں۔ کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے کہ میں مرگئی۔ نہیں ہرگز نہیں میں تو زندہ ہوں۔ پھر کہا کہ میں ابھی ابھی بادلوں میں تھی۔ اور میں نے اپنے منجی خداوند یسوع مسیح کو دیکھا۔ اُس نے میرے سر پر ہاتھ رکھا اور میرے گناہ بخشے (حالت نزع شروع ہوگئی۔) آنکھیں بند کریں اور اسی حالت میں بائبل کے چند مقامات کو ٹوٹی پھوٹی آواز میں پڑھا۔ پھر کہا کہ انسان باوجودیکہ مٹی ہے۔ تو بھی وہ اس قدر گھمنڈی ہے کہ حیرانی آتی ہے۔ وہ کس بات پر گھمنڈ کرتا ہے۔ اور اپنے پیدا کرنے والے کو بھولکر عیش و عشرت میں پڑجاتا ہے۔ (زبان چند منٹ کے لئے بالکل بند ہوگئی) بعد ازاں پوچھا کہ میرے گاؤں کے کتنے عیسائی لوگ اس وقت میرے پاس موجود ہیں۔ بتایا کہ تقریباً ۲۰ عیسائی ہیں۔ کہا کہ آہ کاش یہ سب جو کہ اس وقت مجھے دیکھنے آئے ہیں برابر اسی طرح گرجہ میں بھی آیا کریں

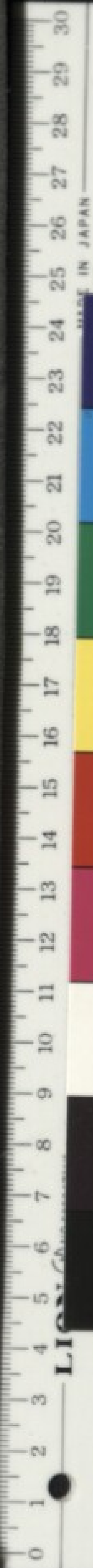
ہم نے پھر ایک دعا کی کہ خدا اُس کی آخری آرزو کو پورا کرے - بعد ازاں سب کو سلام کیا - اور ایک - دو - تین - چار - پانچ کہکر ہمیشہ کیلئے خاموش ہوگئیں - کیسی عجیب قسم کی موت ہے - کاش ہم سب میں بھی ایسی ہی مسیحی غیرت ہو - مرحومہ اکتوبر میں راج نند گاؤں کو گئیں - اور وہاں پر تقریباً ایک ماہ تک ڈاکٹر مس انند اچو جی کے زیر علاج رہیں - جنہوں نے کہ اپنی پوری کوشش اور مسیحی محبت سے اُن کا علاج کیا - مگر کچھ بہتری کی صورت نہ دکھائی دینے پر اُن کو ناگپور ڈاکٹر مس ہینڈرسن صاحبہ کے زیر علاج دو ماہ تک رکھا - مگر وہاں پر بھی صحت کی کوئی صورت رونما نہ ہوئی - بالآخر اُن کی مرضی کے مطابق کھنڈوہ ہی لے آئے جہاں پر کہ آخری دم تک رہیں - ہم مس صاحبہ موصوفہ کے تہ دل سے شکرگزار ہیں کہ جنہوں نے کوئی دقیقہ اُن کو صحت میں لانے کا فروگذاشت نہیں رکھا - مس صاحبہ کے ساتھ ہی ہم مسٹر الگزینڈر بامر صاحب بیرسٹر ناگپور - نیز مسٹر گرے پروفیسر - مسٹر لمبرو مسٹر اسکینا تھڈن - پادری بیشن پانڈے - اور مرحومہ کی ہندو نرس بالاماں و دیگر مسیحی و غیر مسیحی برادران کے نہایت ہی احسان مند ہیں کہ جنہوں نے بیماری کی حالت میں اُنکی از حد خدمت کی - اور اُن کے شوہر خان صاحب کی ہر طرح دلجوئی اور ہمدردی کرتے رہے - خدا باپ اپنی خاص الخاص برکات ان سب پر نازل کرے اور مرحومہ کے پانچ معصوم بچوں - شوہر - والدین - رشتہ داروں اور دوستوں کو پوری تسلی اور صبر جمیل عطا کرے - آمین ثم آمین

راقم - انجمن دوئی کیشی کسٹ امریکن مشن کھنڈوہ -

تمباکو اور حیوانات

تمباکو نوشی کا رواج ہمارے ملک میں اس کثرت سے ہوگیا ہے کہ اب تمباکو کا نرخ ۲ اور ۳ سیر فی روپیہ ہوگیا ہے - گویا ایسا گراں ہوگیا ہے کہ دودھ اور گھی کے نرخ کے برابر آ رہا ہے - بوڑھے جوان - بچے سب اس کو پیتے ہیں - نہیں بلکہ اب تو اس ملک کی عورات تک اس کو منہ لگاتے ہوتے ہیں - اسی کے ساتھ نئی ایجاد سیگریٹ کا بھی بہت زور ہوچلا ہے - تمباکو ایک نہایت مضرت رساں چیز ہے - خدا جانے آدمی نے اس کو کیوں اس قدر چاہت سے اپنایا ہے - کہ رات دن سوتے جاگتے سفر و حضر غرض ہر جگہ اس کے بغیر دم نہیں لے سکتا - حالانکہ گرم خشک ہے - اور اعضا رئیسہ - جگر - دماغ - پھیپھڑوں کو روز بروز کمزور کررہا ہے - کاروباری لوگ تو ایک منٹ کے لئے اس کو چھوڑا نہیں کرسکتے - حالانکہ محنت اور مشقت کے کاموں میں سخت خلل ڈالتا ہے - جب تک اس کو پی نہیں ہم لوگ کام نہیں کرسکتے - افسوس کہ ایسی نقصان رساں چیز کو کیوں اس قدر چاہت سے منظورِ نظر کیا گیا ہے - ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ جب تک اس کو پی نہ لیں رفع حاجت کیلئے جا نہیں سکتے گویا یہ بھی انسانی زندگی کا ایک جزو لاینفک ہوگیا ہے - افسوس -

حیوانات اور درندہ بھی اس کی بو سے ڈرتے ہیں - ایک دوست نے ذکر کیا کہ ہمارے مکان کی چھت پر ایک جگہ کتوں نے ڈیرا لگایا ہوا تھا - اور وہ اس کو ترک نہ کرتے تھے جس وقت ہم نے اُن کی جگہ پر حقہ کا خراب شدہ پانی گرا دیا - اُنہوں نے وہاں کی سکونت بالکل ترک کردی - اسی طرح بلی بھی اس کی بو سے تنفر کرتی ہے - سانپ جیسی زہریلی ہستی بھی اس سے نفرت رکھتی ہے - بلکہ سانپ کسی دوائی خصوصاً زہر یا سنکھیا کے کھانے سے فی الفور مر نہیں سکتا - مگر ہاں - اگر تمباکو کے کھیت کے پاس سے گذر جائے تو مر جاتا ہے - اور نسوار اس کے منہ میں ڈالنے سے فوراً سے پہلے ہلاک ہوجاتا ہے - ان وجوہ اور دلائل سے صاف ظاہر ہو رہا ہے - کہ حیوانات بھی اس موذی شے سے ڈرتے اور بھاگتے ہیں - تو دیکھئے کہ حضرتِ انسان جو اشرف المخلوقات ہے - اس سے کسقدر انس و اُلفت رکھتا ہے کہ جسکا بیان کرنا محال ہے - تمباکو اوّل اوّل امریکہ سے آیا تھا - مگر اب تو کئی کئی اقسام کا اس ملک کے لوگ لگاتے ہیں کہ اس کی خوشبو اور لپیٹ تیز ہو تاکہ پینے میں دماغ کو خوب چڑھ جائے - اور نشہ دے - افسوس ایسی خراب چیز کو ہمارے لوگوں نے کس حد تک درجہ دے رکھا ہے - کہ رات دن منہ سے پرے نہیں ہٹا سکتے - سب قسم کے حیوانات اور وحشی جنگلی جانور اس کی بو سے نفرت کرتے ہیں - تو پھر کیوں آدمی اس کو پیتے ہیں - چھوٹے چھوٹے بچے جب سگریٹ کو شوق سے منہ میں لگا کر پیتے ہیں اور ریلوے انجن کی طرح منہ سے دھواں کے بادل نکالتے ہیں تو ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ نادان بچے اپنی زندگی کو خراب کر رہے ہیں اور اپنے جگر اور پھیپھڑوں کو دیدہ و دانستہ برباد کرنے میں مشغول ہیں - ان کے وارث جب خود پیتے اور ان سے حقہ بھرواتے ہیں - تو نئی نسل کس لئے اس کے پینے میں تقلید نہ کرے - اہل ملک اور خصوصاً مسلمان ملک کو





اس خرابی کے دور کرنے میں ٹمپرنس سوسائٹیوں کو امداد دینی چاہئے تاکہ یہ موذی نشہ اس ملک سے کافور ہو جاوے۔ اور لوگوں کی بگڑی ہوئی صحت بحال اور موافق قانون قدرت کے ہو جائے

راقم۔ میر کریم الدین برقی
از مجیٹھا۔ ضلع امرتسر۔

ضرورت

چند دیانت دار تجربہ کار اور ہوشیار عیسائی بوٹ دخو میکروں کی ضرورت ہے تنخواہ مبلغ ۱۵ سے ۳۰ تک درخواستیں ۲۵ مارچ ۱۹۱۶ء تک آنی چاہئیں۔
کے بسی ٹامس پروپرائیٹر کوئٹہ ہوس دائی۔ ایم سی اے بلڈنگ متصل کچہری کوئٹہ بلوچستان۔

رسید زر

پادری ایچ ڈی سالک	عـہ
بابو دھرم سنگھ	۱؍۸
سیکرٹری میونسپل کمیٹی دت)	۱؍۸
سپرنٹنڈنٹ بوائز انڈسٹریل سکول دگ	۱؍۸
مسٹر پی داس	۱؍۸
پادری آر ایف جونس	۱؍۸
پادری ایم روشن خاں	۱؍۸
" ایم آر ایرنس۔	۱؍۸
مس ایم آر گرنیفیلڈ	۱؍۸
پادری پی سی اوپل	۱؍۸
بابو تلسی رام	۱؍۸
مسٹر نصیر الدین	۱؍۸
پادری ایچ سی ویلٹی (۲ کاپی)	عـ
پرنسپل رنگ محل ہائی سکول	عـہ

تھیالوجیکل سیمنری عرب ۲ کاپی	صہ
مسٹر وبید سنگھ	۱؍۸
پادری وو ہامل	۱؍۸
منشی سید عالم خاں	۱؍۸
مسٹر ای میکلین	۱؍۸
ای۔ جے بوف اسکوائر	۱؍۸
پادری جے جیکسن	۱؍۸
مسٹر آر سی برنٹ	۱؍۸
سردار اتم سنگھ	۱؍۸
جے مارک اینڈ سنز	۱؍۸
مسٹر بشمبو تم داس	۱؍۸
بابو حاکم شاہ (دج)	۱؍۸
پادری یوسف	۱؍۸
مسٹر الیعزر ٹھیکیدار	۱؍۸
بی سیموایل بی اے	۱؍۸
پادری ڈیوڈ ملکی	۱؍۸
پرنسپل گارڈن مشن کالج	۱؍۸
مسٹر اندریاس جوزف	۱؍۸
ڈاکٹر اے جے نذیر اللہ	۱؍۸
ریڈنگ روم (دس)	۱؍۸
پادری محمد حسین	۱؍۸
مس نیگ	۱؍۸
بابو ہلاسی رام	۱؍۸
مسٹر عنایت اللہ	۱؍۸
مسٹر آر سینین	۱؍۸
ڈاکٹر ای سی جاشوا	۱؍۸
مسٹر ایس ایچ نجمن	۱؍۸
پادری یعقوب مسیح	۱؍۸
مسٹر جے ولیم بی۔ اے	۱؍۸
سپرنٹنڈنٹ گوڈسمیرٹن ہسپتال	۱؍۸

مس ای جے مارٹین	۱؍۸
مس ایم وائٹ	۱؍۸
سپرنٹنڈنٹ بلینڈ س سکول	۱؍۸
مسٹر ستیہ گورو داس	۱؍۸
ہیڈ ماسٹر بشپ مارکس میویل سکول	۱؍۸
پادری جی ایچ فرے۔	۱؍۸
سیکرٹری این۔ آئی۔ ٹی ایس	۱؍۸
مسٹر موہن لال	۱؍۸
پادری سکھ لال	۱؍۸
" جسونت سنگھ	۱؍۸
" اے نکلسن	۱؍۸
مسٹر نانک چند	۱؍۸
مسٹر آر حاکم رائے	۱؍۸
پادری جے اس سی بیزجی	۱؍۸
ایوسن سکول	۱؍۸
ڈاکٹر دھرم داس	۱؍۸
ڈاکٹر ایس ڈیوڈ	۱؍۸
مس فیرر	۱؍۸
مس جے ڈبلیو ٹرڈی	۱؍۸
ریڈنگ روم دگ)	۱؍۸
" مل)	۱؍۸
پاسٹر انچارج	۱؍۸
مسٹر گوپل	۱؍۸
مسٹر اے ولکس (۹)	۱؍۸
بابو پرانندا	۱؍۸
مشنری انچارج (س)	۱؍۸
پادری آر سیکسوایل	۱؍۸
" امیر خاں	۱؍۸
ڈاکٹر موجی رام	۱؍۸
مسٹر ای میئوایل	۱؍۸

اشتہار

ایک مفید کتاب مسمی بہ "دی کیر آف انفنٹس ان انڈیا" یعنی بچوں کی پرورش ملک ہند میں۔ انگریزی زبان میں شائع ہوئی ہے۔ مشتہر نے بڑی مہربانی فرما کر یہ چند جلدیں خریداران نورافشاں کے لئے وقف کردی ہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ موازی دو آنہ کے ٹکٹ مشتہر کے پاس بھیج دیئے جائیں اور بس کتاب مذکورہ مفت نذر ہو جائے گی۔ کل درخواستیں انگریزی زبان میں ہوں اور بتانا چاہیے کہ آپ نورافشاں کے خریدار ہیں۔ المشتہر

میسرز میکنزی لائل اینڈ کو
آکشنیس فارینیس فوٹو۔ پوسٹ بکس نمبر ۱۰۹ کلکتہ

باغدل

دی گارڈن آف دی ہارٹ

ایڈیٹر محمد اسمٰعیل خانصاحب

یہ ایک سہ ماہی رسالہ انگریزی اور اردو فارسی میں موٹے چکنے کاغذ پر چھپتا ہے اس میں خوشنما تصویریں ہیں چندہ سالانہ ۱ہ ہے اگر ۲ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو فی پرچہ ۱ہ لیا جاتا ہے یہ خاص کر ہندوستانی مستورات کے لئے مخصوص ہے قیمت ہر حالت میں پیشگی لی جائیگی نمونہ ۲ کے ٹکٹ آنے پر بھیجا جاتا ہے۔ درخواستیں بنام۔
ای ایم ویری ڈی ڈی آنریری سکرٹری
سی ایل لودیانہ۔ پنجاب
آنی چاہئیں۔

۲۹ مونٹ ۱۰ ڈاکٹر ایس کے برمن کی کافوری جنتری ۱۹۱۶ء کی خوبصورت تیار ہوئی ہے دس شریف لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھنے پر جنتری بلاقیمت و محصول بھیجی جاتی ہے۔

اپنی صحت سے غافل نہ رہیئے

اس میں کوئی شک ہی نہیں کہ ایک تندرستی ہزار نعمت ہے اگر تندرستی میں فرق ہو تو مال و دولت ہو تو بیکار ہے مگر افسوس کہ ایسے بہت لوگ ہیں جو اپنی صحت سے غافل رہکر کسی مفید چیز سے بھی فائدہ نہیں اٹھاتے عرق پودینہ جو پودینہ کی ہری پتیوں سے بنا ہے بدہضمی پیٹ کا پھولنا متلی نفخ ریاح وغیرہ کیلئے نہایت ہی مجرب دوا ہے بچوں کیلئے اس سے بڑھکر کوئی دوا نہیں ہے ہر گھر گرہست کو اس دوا سے غافل نہ رہنا چاہیئے قیمت فی شیشی ۸/ محصول ڈاک ۵/ المشتہر

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ تارا چند دت اسٹریٹ
کلکتہ ڈیپارٹمنٹ نمبر

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قایم شدہ ۱۸۷۵ء

تسلی بخش انتظام دکھانا عمدہ

حرفتی کارخانہ جات۔ یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے عرصہ سے جاری ہے۔ ۱۰ سال سے کم عمر لڑکوں کی ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یہ تجویز کی ہے کہ یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے صرف لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیرنگرانی کھولی جاویں شرح خرچ خوراک و فیس طالب علم صرف ۵ ہوگا اگر ایک خاندان کے ۲ یا ۳ سے زیادہ لڑکے ہوں تو ۴ ہوگا کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم فرنیچر کرسی میز الماری وغیرہ نہایت عمدہ ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے علاوہ ازیں جرنلسٹ کروز کول بڑے کرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت بن سکتا ۱ سے ۱۰ تک کروز کول ۱ سے ۵ تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

دستور العمل نورافشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ ۱۱
ہندوستان و پنجاب سے معہ محصول ۲ عہ
غیر ممالک سے ۵ ۸
قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجائے گی

شرح اجرت اشتہار

مقدار اشتہار	سہ ماہی	ششماہی	سالانہ تمام
کالم آٹھواں حصہ	ے	صر	ے
چوتھائی کالم	نہ	ے	للعہ
نصف کالم	ے	للعہ	للعہ
پورا کالم	للعہ	للعہ	للعہ
پورا صفحہ	للعہ	لعہ	ما

ہر ایکدفعہ کیلئے فی سطر ۲ ایکروپیہ سے کم کسی اشتہار کیلئے نہ لیا جائیگا

نوٹ: نامہ نگار اپنی اپنی تحریروں کے آپ ذمہ وار ہیں۔

الملاحظ ضروری۔ نامہ نگاروں کو چاہیئے کہ نہایت خوشخط اور صرف ایک طرف کاغذ پر لکھا کریں (۲) نامنظور شدہ مضامین واپس نہیں بھیجے جاسکتے خط و کتابت کیلئے ٹکٹ بھیجے جائیں ورنہ جواب نہیں دیا جاسکتا (۴) جو نامہ نگار مہینہ میں کم از کم ایک مضمون نہ لکھے وہ نامہ نگار نہیں سمجھا جاویگا (۵) بعض نامہ نگار خطوط نظم و نثر بھیج دیتے ہیں جس سے بڑی دقت ہوتی ہے چاہیے کہ دونو قسم کے مضامین علیحدہ علیحدہ کاغذوں پر ہوں بعض مضمون لکھتے وقت صفحہ کے ختم ہونے پر اکثر صاحبان حاشیہ پر اوپر اور نیچے بہت سا مضمون لکھ دیتے ہیں جسکے پڑھنے سے بڑی دقت ہوتی ہے مضمون صاف لکھا ہونا ضروری ہے۔ "اڈیٹر"

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور اردو میں الہ آباد سے شائع ہوتا ہے اس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں کرسچن بیٹیلوں کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۱۲ سے ۲ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور سیکر والپی سے طلب کرسکتے ہیں